رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰

ہندوستان بھر کے سکھون اور آریون مین تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا اکیلا اخبار

ہر مہینہ کی ۳۔۱۷ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے

قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۲۵ء

نور

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۳/
" ششماہی " " ۲/
" سالانہ امراء سے ۵/
" ممالک غیر سے
۷ شلنگ

مقاصد

۱۔ اسلام کی خوبیاں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی حقیقت ظاہر کرنا
۲۔ سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا
۳۔ دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا۔
۴۔ راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم کرنا۔

جلد ۱۷ ایڈیٹر شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ و دوان ہری ہرنجابی نمبر ۶

دو روپے آٹھ آنہ کی کتابیں مفت

جو دوست سالانہ جلسہ پر نور کے خریدار بنیں گے انہیں آریہ مذہب کی حقیقت ع ہندو دھرم کی حقیقت ع جملہ ۲/۸ کی کتب مفت ملیں گی۔ مگر یہ رعایت صرف ایام جلسہ کے لئے ہے اس کے بعد یہ موقع ہاتھ نہیں آئے گا۔

نور کے متعلق جو کچھ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی وقتاً فوقتاً فرماتے رہے ہیں۔ دوستوں کا فرض ہے کہ وہ اس کو غور سے پڑھیں اور اس پر عمل کریں۔

۱۷ جون ۱۹۱۹ء کو حضرت نے فرمایا:۔ کہ ہر ایک احمدی نور کی خریداری کو اپنا فرض خیال کرے۔ سردست میں بھی پانچ خریداروں کی قیمت اپنے ذمہ لیتا ہوں!!

پھر ۲۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو فرمایا کہ:۔ دشمن سے دشمن بھی نور کی تعریف کرتا ہے۔ پھر کس قدر افسوس ہوگا۔ اگر ہم قدر نہ کریں۔" پھر ۲۰ دسمبر ۱۹۲۰ء کو فرمایا کہ:۔ "نور کے مضامین تبلیغ کے لیے بہت مفید ہوتے ہیں۔ نور نے سکھوں میں بہت کام کیا نور کے ذریعہ سکھوں میں تبلیغ کا دروازہ کھل گیا۔ اس اخبار کے مطالعہ سے کئی سکھوں کے خطوط آئے۔ جو اسلام کے بہت قریب ہیں۔

نور کے مضامین پڑھ کر ایک سکھ ایسا متاثر ہوا کہ اس نے مجھے نذر بھیجی۔ مگر نور کی اشاعت بہت تھوڑی ہے اس طرف خاص توجہ ہونی چاہیئے"۔

حضرت خلیفۃ المسیح ادام اللہ فیوضہ کا ارشاد اور نور کی اہمیت واضح ہے۔ نور کی اشاعت اس قدر قلیل بلکہ اقل ہے کہ اس اقل اشاعت پر کوئی اخبار زیادہ دیر کے لئے زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہ سوال دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی قوم کے لیئے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کہ تمام ہندوستان میں جیسی شجاع اور آریوں جیسی دشمن اسلام قوم میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو بجالانے والا اکیلا اخبار نور محض قوم کی بے توجہی سے بند ہو جائے اگر قوم نور ایسے مجاہد اور غازی پرچہ کو زندہ رکھنا چاہتی ہے تو اس کا فرض ہے کہ اس سالانہ جلسہ پر کم از کم دو سو نئے خریدار پیدا کر دے۔

ضروری اطلاع

جلسہ مین شامل ہونے والے احباب اس بات کو نوٹ کر لین۔ کہ مقبول عام موتی سرمہ رجسٹرڈ و شہرہ آفاق دوا اکسیر البدن رجسٹرڈ بھی آپ کو دفتر نور سے ہی ملے گی اور دفتر نور منارہ والی مسجد کے جانب جنوب صرف چار قدم کے فاصلہ پر ہے۔

"مینیجر"

اور جس صورت میں میں اڑہائی روپیہ کی قابل قدر کتابیں مفت دے رہا ہوں تو پھر بھی دو سو کی قلیل تعداد کے خریداروں کا نہ مہیا ہونا موجب تعجب ہو گا۔

ست اوپدیش پر حضرت خلیفۃ المسیح کا ریویو

ایڈیٹر نور کی سکھوں کے متعلق جدید کتاب کی نسبت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ارشاد فرماتے ہیں:۔

آپ کی کتاب میں نے پڑھی مجھے یہ کتاب بہت ہی پسند آئی اور اس کے ختم کرنے پر قلب میں نہایت ہی مسرت پیدا ہوئی۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ گو یہ کتاب اس صورت سے نہیں لکھی گئی۔ کہ طبعی طور پر اس کے ابواب کی ترتیب رکھی جاتی۔ مگر قدرتاً ایسی سادہ وضع اس کتاب میں پیدا ہو گئی ہے۔ کہ ختم کرتے کرتے انسان کو یقین ہو جاتا ہے۔ کہ باوا نانک صاحب ضرور مسلمان تھے۔ اور دل اس بات پر مطمئن ہو جاتا ہے۔ کہ یہ ایک زیر بحث مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کوشش کو نیک ثمرات پیدا کرنے کا موجب بنائے۔

میں امید رکھتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت اس کتاب سے خود بھی فائدہ اٹھائے گی اور کثرت سے اس کتاب کو خرید کر دوسروں میں تقسیم کرے گی۔

دس کتب آپ میری طرف سے سکھوں میں تقسیم کریں۔ اور قیمت ہم سے وصول کر لیں۔"

اب تو اس کتاب کی بہت تھوڑی جلدیں۔ باقی رہ گئی ہیں۔ چند دنوں کے بعد یہ نایاب ہو جائے گی۔ قیمت عہ مگر سالانہ جلسہ پر ۱۲ر

تعطیل

سالانہ جلسہ میں مصروفیت کی وجہ سے آئندہ ۳ر جنوری کا پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ ۱۰ر جنوری کو انشاء اللہ شایع ہو گا۔ ناظرین کرام اسے نوٹ کر لیں۔

جناب

بابو محمد عبد اللہ صاحب کلرک میر پور اسندھ سے لکھتے ہیں کہ آپ کا اخبار باقاعدہ آ رہا ہے۔ مضامین بہت عمدہ آپکا اخبار ماشاء اللہ اسلام کی بڑی بھاری خدمت کر رہا ہے۔ اور خصوصیت سے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کا یہ واحد ذریعہ ہے"!

دو مکان قابل فروخت

ایک وسیع مکان تو حضرت نواب صاحب کی کوٹھی کے قریب جانب جنوب اور دوسرا دار الرحمت میں۔ خواہش مند احباب مینیجر نور قادیان کے ذریعہ خط و کتابت کریں۔

جاندار نباتات

ہندوستان کے مایہ ناز فرزند سر جگدیش چندر بوس کی اکتشافات علمی نے دنیا کو محو حیرت بنا دیا ہے۔ سر موصوف نے اپنی زندگی سائنس کے لئے وقف کر دی ہے۔ اپنی قابل رشک یکسوئی و یک جہتی سے آپ

حیرت انگیز رعایت

۲۶ و ۲۷ و ۲۸ دسمبر کو یاد رکھئے

مقبول عام موتی سرمہ رجسٹرڈ

آج موتی سرمہ رجسٹرڈ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر مانا گیا ہے۔ اس سرمہ پر ڈاکٹر فریفتہ اور حکما شیفتہ ہیں۔ بوقت ضرورت طبیب و ڈاکٹر لوگ بذریعہ تار منگواتے ہیں۔ صرف ایام سالانہ جلسہ میں ایک تولہ کے خریدار سے بجائے ۱۲ کے صرف ۸ لیے جائیں گے۔

شہرۂ آفاق اکسیر البدن رجسٹرڈ

کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اس دوا پر ختم ہے دل میں نئی امنگ اعضا میں نئی ترنگ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا بس اس دوا کا ہی کام ہے۔ گویا ہر قسم کی بدنی و دماغی کمزوری کے لئے "اکسیر اعظم" ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صہ مگر ایام جلسہ میں یعنی ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ دسمبر کے لئے صرف للعہ

اگر باہر سے دوست درخواست کریں اور خط پر ۲۸ دسمبر کی ڈاکخانہ سے روانگی کی مہر ہو تو وہ دوست بھی اس رعایت سے فائدہ حاصل کر سکیں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پتہ

مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ (متصل مسجد منارہ) قادیان ضلع گورداسپور

آپ نے اپنے فن میں وہ کمال پیدا کیا ہے۔ کہ باید و شاید۔ حال میں بوس انسٹی ٹیوٹ کی آٹھویں سالگرہ کے موقع پر آپ نے بعض جدید اکتشافات کا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا" عام طور خیال کیا جاتا ہے۔ کہ حیوانات و نباتات میں زندگی کی کل مختلف صورتیں چلتی ہے۔ اور عالم نباتات نظام عصبی سے بالکل مبرا ہے۔ مگر یہ قطعاً غلط ہے۔ روشنی اور تاریکی۔ گرمی اور سردی۔ خشکی اور بارش غرضیکہ یہ تمام باتیں نباتات کو انتہا درجہ تک متاثر کرتی ہیں۔ سر جگدیش بوس نے حال میں اس سلسلہ میں بعض ایسی باتیں دریافت کی ہیں جن کا اظہار عالم سائنس میں حیرت انگیز انقلاب پیدا کر دے گا۔ آپ نے اپنے آلات میں اور بھی خصوصیات پیدا کی ہیں۔ جن کی بدولت ایک پودے کے اندرونی حالات اسی تدقیق نگاہی و باریک بینی کے ساتھ دریافت کئے جا سکتے ہیں۔ جس طرح انسانی ہستیوں کے ہم

ہم ہمارا یقین ہے۔ کہ یہ اکتشافات علمی دنیائے سائنس کے ساتھ مذہبی دنیا میں بھی انقلاب کا موجب ہوں گے۔ امید ہے کہ "جیو ہتیا" کے ماننے والے سر جگدیش چندر بوس کے اکتشافات کی روشنی میں یا تو اس اصول کے ترک کرنے پر مجبور ہوں گے۔ یا ان اکتشافات سے انکار کر دیں گے۔

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ اور بزرگان ملت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے تحریر

فرماتے ہیں۔ کہ میں نے شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کا قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ مختلف مقامات سے پڑھوا کر سنا شیخ صاحب نے اس ترجمہ کو بہت محنت سے تیار کیا ہے۔ زبان بہت سلیس اور بامحاورہ ہے گورمکھی زبان میں شیخ صاحب کا ترجمہ کانوں کو بہت بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اور طبیعت بہت خوش ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ شیخ صاحب کے اس ترجمہ کو شرف قبولیت بخشے اور اس کو لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ اور شیخ صاحب کو اللہ تعالیٰ اس کار خیر کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

مکرم ڈاکٹر علامہ مفتی محمد صادق صاحب مبلغ بلاد یورپ

لکھتے ہیں کہ۔ مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا ترجمہ قرآن شریف بزبان گورمکھی میں نے دیکھا اور پڑھوا کر سنا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس عظیم الشان اور بے نظیر خدمت قرآن و اسلام کے واسطے عظیم الشان اجر عطا فرماوے۔ آپ نے اس ضرورت کو پورا کیا ہے جس کی اسلامی دنیا گذشتہ تین سو سال سے محتاج تھی۔ مگر یہ ثواب آپ ہی کے واسطے رکھا چلا آتا تھا۔ ع

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

سکھ اصحاب کے واسطے آپ نے اسلام کا سمجھنا بہت آسان کر دیا ہے اگرچہ آپ کی خدمت اسلام اس صیغہ میں پہلے سے ہی بہت قابل قدر اور شاندار ہیں۔ مگر ترجمہ قرآن پاک نے آپ کے مقام کو بہت اعلیٰ درجہ پر پہنچا دیا ہے۔ اللہ کریم خود آپ کا اجر ہو۔ اور اپنے وسیع خزانہ سے آپ کو دینی و دنیوی حسنات سے متمتع فرماوے۔ والسلام

فاضل اجل حضرت مولانا سید محمد اسحاق صاحب مولوی فاضل سینئر پروفیسر احمدیہ کالج

تحریر فرماتے ہیں:۔

کہ میں نے مکرمی جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کا کیا ہوا ترجمہ قرآن مجید بسبب گورمکھی حروف میں ہونے کے خود تو نہیں پڑھا۔ مگر شیخ صاحب موصوف سے مختلف مقامات سے جو میں نے خود منتخب کئے تھے۔ ترجمہ سنا ہے ہر مقام پر جہاں سے بھی ترجمہ سنا گیا معلوم ہوا کہ ترجمہ بامحاورہ درست مطلب خیز۔ اور نہایت عمدہ اور شیریں ہے۔ اور شنیدہ مقامات میں سے کسی مقام پر بھی ترجمہ میں میں نے کوئی خامی محسوس نہیں کی میں جہاں تک سمجھتا ہوں سال ہا سال کی محنت کر کے شیخ صاحب موصوف نے اسلام کی ایک بے نظیر خدمت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماوے مگر ابھی تک صرف ترجمہ ہی ہے۔ بغیر متن کے طبع ہونے کے شیخ صاحب موصوف اس کو شایع نہیں کر سکتے۔ میں غریب آدمی ہوں مگر شیخ صاحب کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ دو جلد مکمل ہونے پر مجھے عنایت فرما دیں جو بھی ہدیہ ہو گا وہ میں حاضر خدمت کر دونگا۔

مکرم مولانا قاضی اکمل صاحب ایڈیٹر ریویو اردو جلد ۲۴ نمبر ۶

میں تحریر فرماتے ہیں :۔ یہ امر نہایت مسرت اور فخر کا موجب ہے۔ کہ مکرمی جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے قرآن مجید کا ترجمہ گورمکھی میں ختم کر لیا ہے۔ نہ صرف مسودہ مکمل ہو چکا ہے۔ بلکہ چھپوا بھی لیا ہے۔ جو کام ایک جماعت کے کرنے کا تھا۔ تن تنہا ایک شخص نے انجام دے لیا۔ ذالک فضل اللہ۔ شیخ صاحب نے جس محنت و انہماک سے کام کیا ہے۔ اس کا کچھ کچھ حال مجھے معلوم ہے۔ اور سب سے عجیب بات تو یہ ہے کہ نور کے فنڈ کی حالت سب کو معلوم ہے۔ تاہم شیخ صاحب نے گورمکھی ترجمہ چھپوا بھی لیا ہے۔ اب یہ عربی متن کے ساتھ ملحق کرنے کیلئے اشاعت سے بوجہ مالی مشکلات جو لازمی ہیں رکا ہوا ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسباب بہم پہنچا دے گا سکھ ایک بہادر قوم ہے اور جب ہم ثابت کر چکے ہیں کہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ مسلمان اور اس کے خدائی تھے۔ تو انکا حق ہے کہ ہم اس کتاب ہدایت کو ان تک پہنچائیں۔ یہ تمام جماعت احمدیہ کا فرض تھا۔ جس کا ایک حصہ شیخ صاحب نے ادا کر دیا۔ اب اس کی اشاعت ہمیں اپنے ذمہ لینی چاہیئے جب کبھی شیخ صاحب سے میری ملاقات ہوئی۔ اور ان کے ہاتھ میں پروف دیکھے تو میں نے بعض مقامات سے پڑھوا کر ترجمہ سنا۔ تو اس کا اسلوب بیان قابل تعریف پایا۔ خدا تعالیٰ اجر دے اور اس کی اشاعت کی توفیق۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور

جو کچھ مجھ سے ہو سکا میں نے خدا کے پیارے کلام کا گورمکھی زبان میں ترجمہ کر دیا۔ اس کے لئے مجھے جس قدر محنت شاقہ اور مشکلات سے گذرنا پڑا۔ اس کا بہترین اندازہ کچھ میرا دل ہی لگا سکتا ہے۔ یا وہ عالم الغیب خدا پورے دو سال مجھے روزانہ اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کام کرنا پڑا اور اس اثنا میں اکثر اوقات کھانا بھی میں نے اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کے بعد ہی کھایا۔ کثرت محنت و مشغولیت کی وجہ سے گردوں کی دیرینہ بیماری بھی عود کر آئی اور پھر لگاتار دن رات لکھنے سے دائیں ہاتھ پر رعشہ پڑ گیا۔ الحمد للہ اب نسبتاً آرام ہے۔ اس سے ناظرین کسی حد تک اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ اس کار خیر کی انجام دہی کے لئے میں نے کھانا۔ پینا۔ سونا تک اپنے اوپر حرام کر لیا تھا اور جب تک میں نے اس کام کو مکمل نہیں کر لیا۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔ کہ میں آرام کی نیند نہیں سویا۔ اگر میں روزانہ چھ گھنٹے کی رفتار سے یہ کام کرتا تو غالباً دس سال تک بھی یہ کام ختم نہ ہوتا۔ اس وقت تک ہندوؤں کی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ نہیں ہوا تھا۔ اب اس گورمکھی ترجمے سے ہندی۔ مرہٹی۔ بنگالی۔ مدراسی زبانوں میں بھی قرآن پاک کا ترجمہ بہت آسان ہو گیا ہے۔ کیونکہ یہ زبانیں اور ان زبانوں کے حروف باہمی بہت کچھ ملتے جلتے ہیں۔ اور خود گورمکھی دان لوگوں کی تعداد بھی لاکھوں چھوڑ کروڑوں تک پہنچی ہوئی ہے۔ گویا اس قرآن پاک کے گورمکھی ترجمہ کے ذریعہ خدا کے فضل سے بحیثیت مجموعی تمام ہندوستان میں تبلیغ اسلام کا دروازہ کھل گیا ہے۔

مسلمانوں کو ہندوستان میں آئے ہوئے کئی صدیاں گذر گئیں۔ فاتح بھی رہے اور بہت مدت تک رہے مگر انہیں آج تک ہندوؤں کی اپنی زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کا خیال پیدا نہ ہوا اگر مسلمان تبلیغ کے اس ضروری شعبہ پر توجہ کرتے تو یقیناً آج ہندوؤں کا بیشتر حصہ آغوش اسلام میں ہوتا میرے دل میں قرآن پاک کے گورمکھی ترجمہ کی مدت سے خواہش تھی مگر میں اپنی بے مائگی کو کسی اور کی نسبت زیادہ بہتر سمجھتا تھا گورمکھی لکھے ہوئے بیس سال سے بھی زیادہ عرصہ گذر گیا۔ مشق قطعی جاتی رہی۔ پڑھنا تو آسان مگر لکھنا کوہ ہمالہ کے عبور کرنے سے بھی زیادہ کٹھن معلوم ہوتا تھا۔ اور پھر ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنا۔ اور پھر قرآن پاک کا ترجمہ کرنا جو بڑی بھاری ذمہ واری کا کام ہے۔ یہ خیال آتے ہی میرا دل کانپ اٹھتا تھا آخر میں ایک روز بے تحاشا اللہ کے حضور گر گیا اور بے ساختہ میری زبان سے یہ الفاظ جاری ہو گئے کہ۔ اے اللہ میں کمزور ہوں۔ تو طاقت کا مرکز۔ میں بے علم ہوں۔ تو علم کا خزانہ۔ میں نالائق ہوں۔ مگر تو لیاقت کا بخشنے والا۔ میں اندھیرے میں ہوں۔ مگر تو روشنی کا داتا۔ میں ظلمت ہی ظلمت ہوں۔ مگر تو نور کا بھنڈار۔ اے اللہ تو اپنے اس کرم سے جس کے طفیل جنگل میں منگل ہو جاتا ہے۔ میں اندھیرے میں ہوں تو مجھے روشنی دے۔ میں بے علم ہوں۔ تو مجھے علم کی دولت سے مالا مال کر دے۔ تو بہتر جانتا ہے کہ میرے دل میں تیرے پیارے کلام کو اور دل تک پہنچانے کی جو اس نعمت غیر مترقبہ سے آج تک محروم چلے آرہے ہیں۔ بڑے عرصہ سے خواہش ہے۔ مگر اے عالم الغیب میری بے مائگی اور بے بضاعتی کو تجھ سے بڑھکر اور کون بہتر سمجھ سکتا ہے۔ سو تو مجھے اپنے پیارے کلام کی عظمت مجھ جیسے نالائق اور بے سمجھ کو یہ توفیق عطا فرما کہ میں تیرے پیارے کلام کا گورمکھی میں ترجمہ کر کے اس کروڑہا مخلوق تک پہنچا سکوں جو آج تک اس اَمولک رتن سے محروم چلی آرہی ہے۔ چنانچہ جب میں نے یہ دعا کر کے سر اٹھایا۔ تو میری طبیعت میں سکینت۔ دل میں اطمینان اور دماغ میں روشنی تھی۔ اور جب میں نے ترجمہ کے لئے قلم اٹھایا۔ تو ہر ہر قدم پر خدا کی نصرت کو ساتھ پایا۔ چنانچہ یہ اسی کا طفیل ہے کہ دو سال ایسے قلیل عرصہ میں یہ عظیم الشان کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

مگر اب سوال یہ ہے کہ احمدیوں ایسی اشاعت اسلام کے لئے مرمٹنے والی قوم نے اس وقت تک اس کار خیر میں کیا حصہ لیا۔ اور میرا ہاتھ کہاں تک بٹایا۔ یہ ایسا سوال نہیں کہ جسے احمدیوں ایسی غیور اپنے پہلو میں تبلیغ اسلام کے لئے ایک دردمند دل رکھنے والی قوم ایک کان سے سنکر دوسرے کان نکال دے۔ بلکہ یہ اہم سوال اس قابل ہے کہ جسے یہ ٹھنڈے دل سے سوچے کہ تبلیغ اسلام کے اس عظیم الشان کام میں جس کے ذریعہ سکھوں ایسی دلاور اور شجاع قوم میں خصوصاً اور ہندوستان کے دیگر ہندوؤں میں عموماً تبلیغ اسلام کا دروازہ کھل گیا ہے میرا ہاتھ کہاں تک بٹایا۔ باوجود قوم کی اس بے پرواہی کے مجھے اطمینان ہے۔ کہ یہ خدا کا کام ہے بہر حال ہو کر رہے گا۔ مگر مجھے خطرہ ہے کہ کہیں احمدی قوم اس ثواب سے محروم نہ رہے۔ اس لئے میں دوستوں کو ایک دفعہ پھر تبلیغ اسلام کے اس ضروری شعبہ کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے فرض کو ادا کریں۔

بھلا خدا کے کلام کو دوسروں تک پہنچانے سے بڑھ کر اور کون سا کار خیر ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ دوستوں کو اپنے فرض کے ادا کرنے کی توفیق دے تاکہ آپ لوگ اللہ تعالیٰ کے افضال و اکرام کے زیادہ سے زیادہ وارث بن سکیں۔

"عالمگیر"

یہ مشہور و معروف ادبی رسالہ زیر ادارت جناب مولوی حافظ محمد عالم صاحب لاہور سے شائع ہو رہا ہے۔ حامیان ہندی جس تیزی و سرعت کے ساتھ اشاعت ہندی میں مصروف ہیں۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ کئی اخبارات کے علاوہ متعدد ہندی رسالہ جات شان و شوکت سے شایع ہو رہے ہیں۔ جن کی سالانہ قیمتیں سات آٹھ روپے تک پہنچی ہوئی ہیں۔ اور ان سب ہندی رسالوں کا مطمح نظر یہ ہے۔ کہ اردو کو نیچا دکھا کر ملک میں ہندی کی اشاعت کی جائے اور ایسے رسالوں کی اشاعت نہ صرف ہزاروں تک پہنچی ہوئی ہے بلکہ کئی ہندو روسا ان رسالوں کے سرپرست ہیں۔ دوسری طرف اردو کے ادبی رسالوں کی تعداد ہی کم اور پھر ان کی اشاعت بھی چنداں حوصلہ افزا نہیں ہے۔

قریباً اڑھائی سال سے عالمگیر رسالہ دار السلطنت لاہور سے بڑی آب و تاب سے ۱۷×۲۱ کے سائز پر با ہوار...

پروگرام جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ بابت سال ۱۹۲۵ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلا دن ۲۶ دسمبر ۱۹۲۵ء بروز ہفتہ

اجلاس اول زیر صدارت جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب

وقت	مضمون	نام مقرر
۹ بجے سے ۹½ بجے تک	تلاوت و نظم	
۹½ ،، ۱۰ ،، ،،	خطبہ مجلس استقبالیہ	
۱۰ ،، ۱۱ ،، ،،	ویدک دھرم اور اسلام	جناب میر قاسم علی صاحب
۱۱ ،، ۱۲ ،، ،،	رپورٹ مجلس معتمدین	
۱۲ ،، ۱ ،، ،،	ضرورت تبلیغ اور اس کیلئے تحریک	جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیر نائب ناظر صیغہ دعوۃ و تبلیغ سابق مبلغ مغربی افریقہ

نماز ظہر و عصر دو سے تین تک

دوسرا اجلاس زیر صدارت خانصاحب منشی فرزند علی خاں صاحب

وقت	مضمون	نام مقرر
۳ بجے سے ۴ بجے تک	نبوت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری
۴ ،، ۵ ،، ،،	سکھ ازم	جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور

دوسرا دن ۲۷ دسمبر ۱۹۲۵ء بروز اتوار

اجلاس اول زیر صدارت جناب پروفیسر عبدالماجد صاحب

وقت	مضمون	نام مقرر
۹ بجے سے ۹½ بجے تک	تلاوت و نظم	
۹½ ،، ۱۰½ ،، ،،	ذکر حبیب	حضرت مفتی محمد صادق صاحب مبلغ امریکہ
۱۰½ ،، ۱۱½ ،، ،،	ضرورت وصیت	جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا
۱۱½ ،، ۱۲ ،، ،،	نظام سلسلہ	
۱۲ ،، ۱ ،، ،،	احمدیوں پر بیاسی اعتراضات کے جوابات	چودھری فتح محمد سیال ایم.اے ناظر دعوۃ و تبلیغ

نماز ظہر و عصر ایک بجے سے اڑہائی بجے تک

اجلاس دوئم:۔ اڑہائی بجے سے تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ شروع ہوگی

تیسرا دن ۲۸ دسمبر ۱۹۲۵ء بروز سوموار

اجلاس اول زیر صدارت چودھری نصر اللہ خان صاحب ناظر اعلیٰ

وقت	مضمون	نام مقرر
۹ بجے سے ۹¼ بجے تک	تلاوت و نظم	
۹¼ ،، ۱۰¼ ،، ،،	تربیت جماعت احمدیہ کے متعلق ضروری امور	ناظر صاحب تعلیم و تربیت
۱۰¼ ،، ۱۱¼ ،، ،،	صداقت مسیح موعود علیہ السلام	جناب حافظ روشن علی صاحب
۱۱¼ ،، ۱۲ ،، ،،	حضرت مسیح موعودؑ پر مخالفین کے اعتراضات کے جوابات	جناب حکیم خلیل احمد صاحب
۱۲ ،، ۱ ،، ،،	رپورٹ بیت المال	

نماز ظہر و عصر ۱ بجے سے اڑہائی بجے تک

دوسرا اجلاس:۔ تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اڑہائی بجے سے شروع ہوگی

(فتح محمد سیال۔ ناظر دعوت و تبلیغ)

پروگرام جلسہ سالانہ خواتین جماعت احمدیہ بابت سال ۱۹۲۵ء

زیر نگرانی لجنۃ اماء اللہ

پہلا دن ۲۶ دسمبر ۱۹۲۵ء بروز ہفتہ

پہلا اجلاس زیر صدارت والدہ محترمہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب

وقت	مضمون	نام مقرر
۱۰ بجے سے ۱۰½ بجے تک	تلاوت و نظم	
۱۰½ ،، ۱۱½ ،، ،،	ختم نبوت	جناب حافظ روشن علی صاحب
۱۱½ ،، ۱۲ ،، ،،	رشتہ داروں سے حسن سلوک	اہلیہ صاحبہ قاضی اکمل صاحب

نماز ظہر و عصر ۱۲ بجے سے ۲ بجے تک

دوسرا اجلاس زیر صدارت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

وقت	مضمون	نام مقرر
۲ بجے سے ۳ بجے تک	ذکر حبیب	پیر سراج الحق صاحب نعمانی
۳ ،، ۴ ،، ،،	بچوں کی پرورش	ڈاکٹر خلیفہ حافظ رشید الدین صاحب

دوسرا دن ۲۷ دسمبر ۱۹۲۵ء بروز اتوار

پہلا اجلاس زیر صدارت اہلیہ صاحبہ سید محمد اسحاق صاحب

وقت	مضمون	نام مقرر
۱۰ بجے سے ۱۰½ بجے تک	تلاوت و نظم	
۱۰½ ،، ۱۱½ ،، ،،	تبلیغ اسلام کا حق عورتوں پر بھی ہے۔ احمدی خواتین نے اس فرض کو کہاں تک ادا کیا	چوہدری فتح محمد سیال ایم.اے
۱۱½ ،، ۱۲ ،، ،،	اصلاح رسومات	حافظ غلام رسول صاحب۔ وزیر آبادی
۱۲ ،، ۱ ،، ،،	وفات مسیح ناصری علیہ السلام	حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب

دوسرا اجلاس زیر صدارت والدہ محترمہ مرزا مظفر احمد صاحب

وقت	مضمون	نام مقرر
۲ بجے سے ۳ بجے تک	وعظ	حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی
۳ ،، ۴ ،، ،،	اخلاق فاضلہ	اہلیہ صاحبہ حافظ روشن علی صاحب

تیسرا دن ۲۸ دسمبر ۱۹۲۵ء بروز سوموار

پہلا اجلاس زیر صدارت والدہ صاحبہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب

وقت	مضمون	نام مقرر
۹½ بجے سے ۱۰ بجے تک	تلاوت و نظم	
۱۰ ،، ۱۱ ،، ،،	وعظ (نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ)	قاضی سید امیر حسین صاحب

گیارہ بجے سے تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی شروع ہوگی

دوسرا اجلاس:۔ زیر صدارت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

وقت	مضمون	نام مقرر
۲ بجے سے ۳½ بجے تک	رپورٹ لجنۃ اماء اللہ	سکرٹری صاحبہ لجنۃ اماء اللہ
۳½ ،، ۴¼ ،، ،،	تقریر اراکین لجنۃ اماء اللہ در آئندہ سال کام کرنے کیلئے تحریک و ہدایات	زیر نگرانی سکرٹری صاحبہ لجنۃ اماء اللہ

جلسہ گاہ:۔ مکان شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی

(فتح محمد سیال ناظر دعوۃ و تبلیغ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

چلو قادیان

سالانہ جلسہ کی تاریخیں ۲۶ر و ۲۷ر و ۲۸ر دسمبر مقرر ہو چکی ہیں۔ ایسے وقت میں جبکہ دین سے نفرت کی جاتی اور مذہب کو باعث ننگ و عار خیال کیا جاتا اور احکام شرعیہ کو بوجھ تصور کیا جاتا تھا۔ اور دنیا کا اکثر حصہ خدا کا انکار کرتا ہوا دہریت کی طرف جا رہا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اپنی قدیم سنت کے مطابق اپنے بندوں کی رہنمائی کے لئے حضرت میرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چنا تو لوگوں نے حسب عادت قادیان کے منور کرنے والے نور کا انکار کیا اور بجائے قبولیت مخالفت پر کمربستہ ہوئے۔ مخالفین نے مخالفت میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ چھوڑا۔ اور خیال کیا کہ ہماری معاندت اس سلسلہ کو تباہ کر دیگی اور کوئی قادیان کی طرف منہ بھی نہیں کرے گا۔ ظاہری حالات بھی اس کی تصدیق کر رہے تھے۔ قادیان ہاں وہ قادیان جہاں چند گھر تھے۔ نہ وہاں ریل نہ پکی سڑک ریلوے سٹیشن سے دور نہ کوئی تجارت غرض کوئی ایسی وجہ نہیں جو لوگوں کو اس طرف کھینچکر لائے۔ اور ظاہر بین ان ہی باتوں کو دیکھ کر امید کر رہے تھے کہ یہ سلسلہ جلد ہی دنیا سے نیست و نابود ہو جائے گا۔ لیکن کسی کو کیا معلوم کہ خدا دنیا میں کیا چاہتا ہے۔ اور قادر مطلق خدا کیا کر دکھائے گا۔ اس خدا نے تو حضرت مسیح موعود کے ذریعہ اپنے وجود کا ثبوت دینا تھا۔ اس لئے اس نے ایسے مقام میں جہاں لوگوں کی نظروں میں کوئی چیز قادیان کی طرف کھینچنے والی نہیں وہاں حضور کو مبعوث فرمایا۔ اور ارشاد ہوا

یاتیک من کل فج عمیق ۔ و یاتون من کل فج عمیق

خدا کا وعدہ ہے کہ دور دور سے لوگ اس بستی میں آئیں گے۔ اور اس کثرت سے آئیں گے کہ سڑکوں میں گڑھے پڑ جائیں گے۔ پھر فرمایا۔ وسع مکانک چونکہ لوگ آئیں گے۔ اس لئے اپنے مکان کو وسیع کر۔ کسی کے وہم گمان میں نہ تھا۔ کہ ایسا ہوگا۔ پھر خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دے گا!!

غیب کی خبریں سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا بے شک حضرت مسیح موعود خدا کی طرف سے تھے۔ آپ کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور ہمارے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہوئی۔ ہر سال ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضور کی یہ پیشگوئی کہ لوگ دور دور سے تیرے پاس آئیں گے پوری ہوتی ہے ہم ہر سال ہی یہ نظارہ دیکھتے ہیں۔

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

کاش وہ لوگ جنہوں نے لوگوں کی مخالفت کو دیکھا اور پھر حضور کی اس پیشگوئی کو پورا ہوتے ہوئے دیکھا وہ توجہ کریں۔ اور جلد از جلد قادیان کے جھنڈے تلے آجائیں آہ! مخالفین نہیں دیکھتے۔ غور نہیں کرتے کہ قادیان وہ مقام ہے جہاں دنیاوی طور پر کوئی چیز لوگوں کو کھینچنے کا باعث نہیں اور اس کی کچی سڑک پر سفر کرنا بھی کاروارو ہے۔ لیکن وہ لوگ جو اس نور سے منور ہوئے ہیں۔ اس چشمہ سے سیراب ہوئے ہیں۔ اور خدا کی عطا کردہ نعمت کو قبول کرنے والے بنے ہیں۔ کس طرح ہر سال اس مقام پر باوجود تکالیف کا علم رکھتے ہوئے آنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اور کس طرح ماہی بے آب کی مانند قادیان کے لئے تڑپتے ہیں۔ اور کس جوش و ولولہ سے تاریخہائے جلسہ کے اعلان کا انتظار کرتے ہیں۔ تکالیف برداشت کرتے پروانہ وار اڑتے ہوئے دور و دراز سے سفر کر کے دارالامان آتے ہیں۔ اور اپنے فراق کی آگ کو بجھاتے ہیں بے شک دنیا میں اور مقامات ہیں جہاں لوگ کثرت سے جاتے ہیں۔ دور و دراز سے سفر کر کے جاتے ہیں۔ لیکن کس غرض مقصد و مدعا کے لئے کوئی تو میلہ دیکھنے کی رونق کے لئے کوئی سیر و تماشہ کے لئے کوئی مشہور بلڈنگز دیکھنے کے لئے کوئی تجارت کے لئے غرضیکہ جس غرض کو لیکر جس مدعا کے حصول کے لئے قادیان لوگ آتے ہیں اس غرض و مدعا کو لیکر کوئی کسی مقام پر نہیں جاتا۔

یہی وہ مقام ہے جہاں دین کا چرچا ہے جہاں وہ لوگ رہتے ہیں جن کا زمین و آسمان اور نقطہ نگاہ ہی اور ہے یہ لوگ خدا کو دنیا سے منوانا چاہتے ہیں۔ اور اشاعت اسلام ہی ان کا فرض اولیں ہے۔

جلسہ سالانہ کا وہ نظارہ دس بارہ ہزار آدمی ۵-۶ گھنٹے متواتر اپنے پیارے آقا خلیفہ وقت کی زبان مبارک سے دینی باتیں سن رہے ہیں۔ اور حظ اٹھا رہے ہیں۔ ہمیشہ ازدیاد ایمان کا باعث ہوا۔ اور میں اس نظارہ سے بہت لطف اٹھایا کرتا ہوں۔

دنیا میں کوئی تماشہ کوئی تھیٹر کوئی سینما کوئی پہاڑوں کا نظارہ کوئی باغوں کی سینیری سے مزہ اٹھا رہا ہوگا۔ مگر ان کا مزہ ان کا لطف خدا اور رسول کے ذکر اور دنیا کے کونے کونے میں اسلام کو پہنچانے میں ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو ہمیشہ ہر سال اس موقعہ پر دارالامان حاضر ہو کر اس مبارک موقعہ سے فائدہ اٹھاتے اور خدا کی پیشگوئی کے پورا کرنے کا سبب بن کر ثواب حاصل کرتے ہیں۔

میں اس جگہ ان پیارے احباب سے جن کے سینوں کو خدا نے کھولا اور دلوں کو منور کیا۔ جس سے انہوں نے خدا کے بھیجے ہوئے مسیح موعود کو قبول کیا۔ ان کی اطلاع کے لئے لکھتا ہوں کہ جلسہ سالانہ کی تاریخیں ۲۶۔۲۷۔۲۸ دسمبر مقرر ہو چکی ہیں۔ اور پیاس بجھانے والے دل بسر پڑ کر رہے ہیں۔ اب لوگ اس مبارک موقعہ سے فائدہ اٹھائیں اس اطلاع کے ساتھ ہی یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ آپ میں سے بہت ہیں کہ جو آپ کی طرح ہی دارالامان آنے کے لئے تڑپتے ہیں۔ ان کا دل بھی آپ کی طرح یہاں آنے کو چاہتا ہے۔ مگر ان کی حالت ان کو اجازت نہیں دیتی کہ وہ اتنے خرچ کو برداشت کریں۔ اس لئے ان بھائیوں کا جو احباب خیال رکھ سکتے ہوں۔ ضرور خیال رکھیں اور ان کی خواہش کو بھی پورا کریں۔ میں اس امر کی طرف بھی توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ کہ احباب کو اپنے نوجوان بچوں کو بھی اپنے ساتھ لانا چاہیئے۔ تاکہ ان کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تربیت بھی ایسے طریق پر ہو کہ جو جوش و ولولہ آپ کے دل میں ہے۔ اس کے وہ بھی وارث ہوں۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انکو حقیقی مدعا و مقصود کے حصول کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ ہم پر اپنے بیش از بیش فضل و احسان کرے اور دن دگنی رات چوگنی اسلام کی ترقی ہو۔ آمین ثم آمین۔

عبدالکریم (جالندھری)

عقیدہ اوتار

اور سکھ مذہب

اب ہم اوتاروں کی نسبت معزز ناظرین کو آگاہ کرتے ہیں کہ اوتار کیا چیز ہے۔ اور ہندوؤں کا اس پر کیا عقیدہ ہے پس سنت اللہ ہے جس سے قریباً قریباً دنیا کے کل مذاہب واقف ہیں۔ کہ جب دنیا اللہ تعالیٰ سے منہ پھیر لیتی ہے لوگ طرح طرح کے فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کوئی بت کو اپنا رازق خالق بنا لیتا ہے۔ کوئی انسان کو خدا سمجھکر پوجنے لگ جاتا ہے۔ کوئی شمس و قمر کو اپنا معبود بنا لیتا ہے۔ کوئی گنٹو کی سیوا کو اپنا پرم دھرم خیال کرتا ہے۔ لوگ حقیقی خدا سے منکر اور دہریت کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ خوف الٰہی اٹھ جاتا ہے۔ راستی مٹ جاتی ہے۔ گمراہی اور کجروی اور ظلم زیادہ ہو جاتا ہے اور انصاف کم۔ خیر اور ایثار کا نام گم ہو جاتا ہے۔ زبردستی اور ظلم و تشدد کا دور دورہ ہوتا ہے۔ لوگ اعمال صالحہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور فسق و فجور کو اپنا شعار بناتے ہیں علم کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اخلاق بالکل بگڑ جاتے ہیں ظلمت کی گھنگھور گھٹا چھا جاتی ہے۔ رسم و رواج کی بیڑی ہر ایک کے پاؤں میں پڑ جاتی ہے۔ جہالت و تقلید سب کی گردن پر سوار ہو جاتی ہے۔ قریب ہوتا ہے کہ لوگوں کے فسق و فجور اور ظلم و جور سے تنگ آ کر زمین پھٹ جائے یا آسمان ٹوٹ پڑے چونکہ وہ خدا رحیم و کریم ہے وھو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمتہ۔ ترجمہ وہ ایسا خدا ہے کہ جب لوگ ناامید ہو جاتے ہیں تو وہ مینہ برساتا ہے۔ اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے تو پس خدا تعالیٰ اپنی سنت کے مطابق اپنے بندوں سے کسی کو مامور کر کے بھیجتا ہے جو دنیا میں تشریف لا کر اپنی سعی بلیغ سے ظلمت کو دور کر کے اللہ تعالیٰ کا نور پھیلاتے ہیں خلقت ان سے ہدایت اور فیضیاب ہوتی ہے۔ تو اس مامور من اللہ کو رسول یا پیغامبر کے نام سے پکارا جاتا ہے مگر ہندوؤں نے اپنے پیغمبر یا رسول کو اوتار کے نام سے نامزد کیا ہے۔ یعنی ان کے نزدیک اور بندوں کی طرح خدا جسم لیتا ہے اور چند روز دنیا میں ہدایت کر کے پھر اور بندوں کی طرح فوت ہو کر اس جسم کو چھوڑ دیتا ہے۔ چونکہ جیسا اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ہندوؤں کی قوم کو بھی اس شہادت سے محروم نہ رکھے۔ سو خدا تعالیٰ نے ملک پنجاب میں اس گواہی کو ادا کرنے کے لیئے ایک ایسا شخص پیدا کیا کہ جو آج تیس لاکھ سکھ اس کی راہ میں جان فدا کرنے کو تیار ہیں یعنی باوا نانک صاحب انہوں نے جہان اور بہت سی غلط فہمیوں کی اصلاح کی ہے۔ وہاں اوتار کے عقیدہ کا بھی رد کیا۔ جپ جی صاحب میں فرماتے ہیں:۔

"اجونی سے بھنگ"

یعنی خدا پیدا ہونے اور جون میں آنے سے پاک ہے اللہ تعالیٰ لا یموت یعنی موت سے پاک ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کیونکہ وہ پیدا نہیں ہوتا مانعت حدوث سے پاک ہونے سے فنا سے بھی پاک ہے باوا صاحب کے اس قول سے بخوبی ظاہر ہے کہ خدا جونوں میں نہیں آتا۔ پس ان لوگوں کا عقیدہ باطل ہے جو کہتے ہیں کہ جب ضرورت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ بجائے اپنے کسی مامور کو بھیجنے کے بذات خود انسانی قالب میں آ کر لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ یہ ایک عام ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ پرمیشور انسانی قالب اختیار کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہندو لوگ اوتاروں اور رسولوں کو عین پرمیشور سمجھتے ہیں اور ان کے بت بنا کر ان کی پوجا شروع کر دیتے ہیں۔ مگر اس کے متعلق گرنتھ صاحب آدرام کلی محلہ ۵ میں کہا ہے۔

اوتار نہ جانے انت

پرمیشر پار برہم بے انت

ترجمہ۔ اے لوگو تم اس غلط فہمی میں ہو کہ پرمیشور قالب انسانی اختیار کرتا ہے مگر صریح غلط ہے۔ اوتار خدا نہیں ہوتا۔ بلکہ خدا کا بھیجا ہوا بندہ ہوتا ہے۔ جو اس کے نور سے منور ہو کر اس دنیا کے لئے مامور من اللہ ہو کر آتا ہے۔ وہ پاک ذات تو ورا الورا اور عمیق در عمیق ہے۔ اس لئے وہ فرستادہ اوتار بھی خدا کے انت اور کنہ و اسرار سے عاجز ہے۔ پھر گرنتھ صاحب سے بھیروں محلہ ۵ میں لکھا ہے

سو مکھ جلو جت کہ ٹھاکر جونی

ترجمہ۔ باوا صاحب سخت رنج کی حالت میں فرماتے ہیں: کہ اے لوگو وہ منہ دوزخی ہیں جو کہتے ہیں کہ پرمیشور جونوں میں آکر قالب انسانی اختیار کرتا ہے۔ ان کے منہ آگ سے جھلسے جائیں گے۔ جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں ایسی بے باکی سے کام لیتے ہیں۔ پھر باوا صاحب گرنتھ صاحب آسا محلہ ۱ میں فرماتے ہیں:۔

جگھ جگھ کے راجے کئے گاوے کر اوتاری

تن بھی انت نہ پایا تا نکا کیا کر آکھ دیچاری

ترجمہ۔ بعض بڑے بڑے راجوں مہاراجوں نے تمام راج پاٹ تیاگ کر کے سنیاس اور بیراگ اختیار کیا اور دنیاوی خواہشات پر لات مار کر تارک الدنیا ہوئے۔ مہاتما بدھ اور راجہ ہری چند وغیرہ کی درخشاں مثالیں شاہد ہیں۔ یہ سب کچھ ہوا۔ مگر مجیط الکل قادر مطلق کے انت کو نہ پا سکے اور عاجز رہے۔ پھر ہزارے کے شبدوں میں لکھا ہے کہ

بن کرتار نہ کرتم مانو۔۔۔

آوا جون اجے اسباشی نہہ پرمیشور مانو

تات مات نہ ذات جان کر پتر پوتر کرند

کون کارج کہائیں گے نے آہن دیوکے نند

سو کم مانس روپ کہائے

سد سماد ھ کر بارے کو او نہ دیکھن پائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ترجمہ:- خالق ایک ہی ہے جو ظہور عالم سے بھی پیشتر تھا. باوا صاحب ہدایت فرماتے ہیں کہ اسی ایک خالق کے نام کا ورد کرو اور ایسے خدا کے نام کا وظیفہ پڑھو جو ظہور عالم سے پیشتر اور ازل سے حق تھا. اور پھر ظہور عالم کے وقت بھی حق تھا. یہ دونوں صفات زمانہ ماضی کے متعلق ہیں اور پھر فرماتے ہیں. کہ جیسا وہ زمانہ ماضی میں حق تھا ویسے ہی زمانہ حال میں بھی حق ہے اور آئندہ بھی حق ہوگا. اور وہ پیدا ہونے اور جونوں میں آنے سے پاک ہے.

باوا جی کے قول سے صاف ظاہر ہے کہ ایشور جونوں میں نہیں آتا ہے. اس کا کوئی بیٹا نہیں. اور نہ وہ جنا گیا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں واضح طور سے اس امر کو بیان کیا گیا ہے.

قل ھو اللہ احد ۔ اللہ الصمد ۔ لم یلد ولم یولد ۔ ولم یکن لہ کفوا احد ؕ تو کہہ وہ اللہ ایک ہے. اللہ بے احتیاج ہے. نہیں اس نے جنا. اور نہیں جنا گیا. اور نہیں ہے واسطے اس کے برابری کرنے والا کوئی"

اور برہما, رامچندر, کرشن وغیرہ یہ ابن آدم کی اولاد تھے. کئی سدھ (ہندو فقیروں کے فرقہ کا نام) سمادھی لگا کر ہار چکے. مگر اس خدا کا انت نہ پا سکے"

جیا وہیں تیا ہو کھا ؤ
بیا ور نہیں کے در جا ؤ
نانک ایک کہے ارداس
جیو پنڈ سب تیرے پاس

ترجمہ. جس قدر آپ دیویں اسی قدر ہم کہاتے ہیں دوسرا دروازہ نہیں جس پر جاویں. نانک ایک ہی عرض کرتا ہے. کہ روح اور جسم یہ سب تیرے ہیں اس کو باوا جی نے اس قرآنی آیت سے لیا ہے نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیوۃ الدنیا ورفعنا بعضھم فوق بعض ط ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطن یعنی ہم نے تمہارے کہانے پینے اور دوسرے حاجات کی چیزیں تم میں تقسیم کر دی ہیں کسی کو تھوڑی دی ہیں اور کسی کو بہت دی ہیں اور بعض کا بعض سے مرتبہ زیادہ کر دیا ہے اور خدا تعالیٰ کے ملک سے جو زمین و آسمان ہے تم باہر نہیں جا سکتے. جہاں جاؤ گے خدا کا غلبہ تمہارے ساتھ ہوگا. اب دیکھئے باوا جی نے صریحاً ان آیتوں سے اپنا مضمون بنایا ہے اور یہ مضمون ایک اوتار اور راواگون والا نہیں کہے گا کہ رزق کی کمی بیشی خدا تعالیٰ کی تقدیر سے ہے بلکہ وہ تو اپنی تمام عزت و ذلت کو اپنے پہلے عملوں کی طرف منسوب کرے گا. مگر باوا صاحب ہندوؤں کے اس عقیدہ کی صریح تردید فرماتے ہیں.

اندلس میں
عہد اسلامی کی یادگار عمارتیں

اسپین یعنی اندلس میں مسلمانوں کی کم و بیش آٹھ سو سال تک حکومت رہی. ہندوستان میں عہد مغلیہ خصوصاً شاہجہاں کے زمانہ کی عمارتیں بہت مشہور ہیں. آگرہ کے تاج محل کی عمارت اسی نامور شہنشاہ کی اس محبت کی یادگار ہے. جو اس کو اپنی بیوی کے ساتھ تھی. اندلس کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے. کہ اس سرزمین میں بھی عربوں نے ایسی ایسی بے نظیر عمارتیں بنوائی تھیں. جن کو آج بھی یورپ کے سیاح حیرت کے ساتھ دیکھتے ہیں. قرطبہ جو اندلس میں عربی خلفاء کا دارالسلطنت تھا. اس کا طول دس میل تھا. سارا شہر عالیشان عمارتوں سے معمور تھا. جن میں سے پچاس ہزار سے زیادہ امیروں اور عہدوں والوں کے مکانات تھے. ایک لاکھ سے زیادہ عام لوگوں کے مکانات. سات سو مسجدیں. اور نو سو حمام تھے. قرطبہ کی حسین اور اول درجہ کی عمارتوں میں جامع مسجد بہت عمدہ خیال کی جاتی تھی. اس کی تعمیر ۷۸۶ء میں عبدالرحمن اول نے شروع کی. اس نے اس پر اسی ہزار اشرفیاں خرچ کیں. اس کے ویندار بیٹے ہشام نے ۷۹۳ء میں اس کی تکمیل کی. پھر بعد میں ہر سلطان نے اس کے حسن میں اضافہ کیا. یہاں تک کہ وہ عربوں کے ہنر کا دنیا بھر میں عمدہ ترین نمونہ بن گئی. ایک نے ستونوں اور رویوں پر طلاکاری کی. دوسرے نے ایک مینارہ بڑھایا. اور تیسرے نے ایک گنبد کا اضافہ کیا کہ زیادہ نمازیوں کی گنجائش ہو. ۱۹ محرابیں مشرق سے مغرب تک ہیں. اور ۳۱ محرابیں شمال سے جنوب تک. نمازیوں کے اندر آنے کے اکیس دروازہ چکدار پیتل سے مزین تھے. ایک ہزار دو سو ترانوے ستونوں پر اس کی چھت قایم تھی. اس کے مصلوں میں چاندی کا فرش تھا. جس پر زریں پچی کاری تھی. اس کے ستونوں میں منبت کاری کا کام تھا. جو طلا اور لاجورد سے مرصع تھے. اس کا منبر ہاتھی دانت اور اعلیٰ ترین لکڑیوں کا بنا ہوا تھا. جو ۳۶ ہزار الگ الگ تختیوں سے مرکب تھا. جن میں سے اکثر میں جواہرات جڑے ہوئے تھے. اور سونے کی کانٹیاں لگی ہوئی تھیں اس میں چار حوض وضو کے لئے تھے. جن میں شب و روز پہاڑوں سے پانی آیا کرتا. اور مسجد کے پچھم جانب بہت سے مکانات بنے ہوئے تھے. جہاں غریب مسافر اور بے گھر آ کر ٹھہرتے تھے. اور ان کی خاطر تواضع کی جاتی تھی. سینکڑوں برنجی قندیلیں اس مسجد کو رات کے وقت منور کرتی تھیں. اور بڑی سی مومی شمع جس کا وزن پچاس پونڈ (پچیس سیر) ہوتا تھا. رمضان کے مہینہ میں شب و روز امام کی بغل میں جلتی رہتی تھی. تین سو خادم بخوردانوں میں عنبر جلایا کرتے تھے اور خوشبودار تیل تیار کیا کرتے تھے. جو ان قندیلوں کی دس ہزار بتیوں میں جلا کرتا تھا. اس مسجد کا حسن اب تک بہت باقی ہے. سیاح ستونوں کے جنگل کو ہی دیکھکر جو بے انتہا روشوں کی طرف ہر جانب سے کھلے ہیں. دنگ رہ جاتے ہیں. اس کے سنگ سماق زبرجد اور سنگ مرمر اس وقت تک اپنی اپنی جگہوں پر قایم ہیں.

شیشے کی پچی کاری کا کام اس وقت تک دیواروں میں جواہرات کی طرح چمک رہا ہے.

اس مسجد میں سب سے زیادہ حیرت انگیز مدینۃ الزہرا تھا۔ جس کو عبد الرحمٰن ثالث نے قرطبہ کے مضافات میں تعمیر کیا تھا۔ ایک مرتبہ اس کی ایک بی بی نے جس کا نام زہرا تھا۔ اور جس سے وہ بہت محبت کرتا تھا۔ اس سے یہ آرزو ظاہر کی۔ کہ میرے لئے ایک شہر بناؤ۔ اور میرے ہی نام سے اس کو موسوم کرو۔ یہ خلیفہ اکثر مسلمان بادشاہوں کی طرح عمارتیں بنوانے کا دلدادہ تھا۔ بی بی کی آرزو اس کے دل کو بھا گئی۔ اس نے فوراً ایک پہاڑ کے دامن میں جس کا نام جبل العروس تھا۔ جو قرطبہ سے چند میل کے فاصلہ پر تھا۔ ایک شہر کی بنیاد ڈالی۔ ہر سال وہ اپنی آمدنی کی ایک تہائی اس کی تعمیر میں صرف کرتا تھا۔ اس کی سلطنت کے بقیہ پچیس سال تک تعمیر جاری رہی۔ اور اس کے بیٹے کے عہد میں ۱۵ سال تک اور یہ عمارت بنتی رہی۔ دس ہزار مزدور اس میں کام کرتے تھے اور ہر روز پتھر کے چھ ہزار چٹان اس نئے شہر کے مکانوں کی تعمیر کے لئے تراشے اور جلا دیئے جاتے تھے۔ تین ہزار باربردار کے جانور وہاں اسباب پہنچانے پر مامور تھے۔ چار ہزار ستون استادہ کئے گئے۔ جن میں بہت سے قسطنطنیہ کے شہنشاہوں نے بطور تحفہ بھیجے تھے شہر میں ایک ہزار دروازہ تھے۔ جن کے اوپر لوہا یا جلا کیا ہوا پیتل چڑھا ہوا تھا۔ اس نئے شہر میں خلفاء کا دیوان عام تھا۔ اس کی چھت اور دیواریں سنگ مرمر کی تھیں اور اس میں پتھر کا ترا شا ہوا۔ ایک عجیب و غریب فوارہ تھا۔ جو یونان کے بادشاہ نے خلیفہ کو تحفے میں بھیجا تھا۔ اس دیوان عام کے وسط میں ایک پارہ کا حوض تھا۔ اور اس کے دونوں جانب آٹھ دروازے ہاتھی دانت کے اور آبنوس کے بنے ہوئے تھے۔ جو جواہرات سے مرصع تھے۔ جس وقت ان دروازوں میں سے آفتاب کی شعاعیں پارے پر پڑتی تھیں اور پارے میں جنبش ہوتی تھی۔ تو سارا کمرہ بجلی کی سی چمک سے جگمگا اٹھتا تھا۔ اور اہل دربار کی آنکھیں چندھیا جاتی تھیں۔ قصر خلافت میں جتنے ملازم مرد تھے۔ ان کی تعداد تین ہزار سات سو پچاس تھی۔ جن کا روزینہ علاوہ پرندوں اور مچھلیوں کے تیرہ ہزار پونڈ (پونڈ آدھ سیر کے قریب ہوتا ہے) گوشت تھا۔ اس میں خلیفہ کی جتنی چھوٹی بڑی بیویاں اور پیش خدمتیں تھیں۔ ان کی تعداد چھ ہزار تین سو چودہ تک پہنچتی تھی۔ غلام و خادم اور خواجہ سرا تین ہزار تین سو پچاس تھے۔ جن کو تین ہزار پونڈ گوشت راتب ملتا تھا۔ ان کے رتبے اور منصب کے لحاظ سے بعض کو فی کس دس پونڈ اور بعض کو کچھ کم مرغ تیتر اور دوسرے کئی قسم کے پرند اور مچھلیاں اس کے علاوہ ملتی تھیں۔ اور الزہرا کے تالاب کی مچھلیوں کو بارہ ہزار روٹیاں ملتی تھیں۔ دور دراز ملکوں کے سیاح ہر طبقے اور ہر پیشے کے آدمی مختلف مذاہب کے ماننے والے رئیس زادے۔ شہزادے۔ سفیر و ایلچی۔ حجاج و زائرین فقہا و شعرا سب اس پر متفق تھے۔ کہ ہم نے کبھی اپنی سیاحت کے عرصے میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو اس شہر اور اس کے قصر خلافت کا مقابلہ کر سکے

ویدک دھرم اور اسلام کی رو سے عورت کی حیثیت

(از مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل)

دنیا کی نصف آبادی عورتیں ہیں۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ جہالت نے ہمیشہ ہی اس صنف کو جور و ستم کا تختہ مشق بنائے رکھا۔ کئی مذہب پیدا ہوئے بہت سی الہامی کتب نازل ہوئیں۔ مگر وہ حضرت انسان کے دونوں شعبوں (مرد اور عورت) کو ایک نظر سے نہ دیکھ سکیں اور وہ ادیان عورت کو اخلاقی، تمدنی اور روحانی مساوات دلانے سے قاصر رہے۔ اس غریب مظلوم طبقہ کی آہ و فغاں نے تقاضہ کیا۔ کہ ایک کامل اور عالمگیر قانون نازل ہو اور وہ بجا طور پر ان کے حقوق کی نگہداشت کرے۔ چنانچہ وادئ عرب سے وہ نور پیدا ہوا۔ اور اس نے جمیع آفاق عالم کو منور کر دیا۔ وہ بیکسوں کے لئے ہمدرد اور مظلوموں کے لئے داد رس تھا۔ دنیا کا ہر متنفس قدرتی طور پر اس کا مرہون منت ہے۔ لیکن عورتوں کے حق میں تو وہ اکسیر اعظم ثابت ہوا۔ اس جگہ اس بات کے ظاہر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ اسلام سے پیشتر عورت کو کس نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ کیونکہ صفحات تاریخ ان ظالمانہ خیالات و افعال سے تاریک ہیں۔ یورپ جو آج عورتوں کے حقوق دلانے کا بڑا مدعی ہے۔ اس کے پچھلے حالات و واقعات عورتوں کے حق میں نہایت مہلک گزرے ہیں۔ عورت کی کوئی مستقل پوزیشن نہ تھی۔ اس کو کسی قسم کی مساوات حاصل نہ تھی۔ وہ مردوں کے ہاتھ میں ایک کھلونا تھی۔ اور ان پر انتہائی درجہ کا ظلم ہو رہا تھا

ہندو دھرم کی حقیقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب علامہ میر محمد اسحاق صاحب سینئر پروفیسر احمدیہ کالج قادیان لکھتے ہیں:- کہ

"میں نے "ہندو دھرم کی حقیقت" نام کتاب مصنفہ جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور بالاستیعاب پڑھی ہے۔ میری رائے ناقص میں وہ اپنے موضوع کے لحاظ سے بہترین کتاب ہے ہندوستان کے ۲۰ کروڑ ہندوؤں پر اس کا ایک ایک لفظ حجت ہے۔ آریہ بھی باوجود وید کے ماسوا اور کتابوں سے آزاد ہونے کے اس کتاب کے تاریخی حوالوں سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ مصنف نے جس عرقریزی سے اس کتاب کو جمع کیا ہے۔ اس کی جزا تو اللہ ہی دے سکتا ہے۔ ہاں میں تمام احباب سے سفارش کرتا ہوں کہ وہ ضرور اس کتاب کا مطالعہ فرماویں۔

اور آج جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ اس جور و جفا کی تصویر کا ہی دوسرا پہلو ہے۔ کیونکہ انتہائی دباؤ ڈالنے سے شیشہ کا ٹوٹنا لازمی ہے۔ دیگر ممالک ہندوستان اور فارس کے حالات بھی مخفی نہیں۔ ہر کس و ناکس پر ظاہر و باہر ہیں۔ کہ کس طرح عورت کو بھیڑ بکری کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ یہ تو ان ملکوں کا حال تھا۔ جو متمدن کہلاتے اور اہل دانش ہونے کے مدعی تھے۔ عرب کا ملک جو جہالت و بے علمی کا منبع اور ہر بدی کا سرچشمہ تھا۔ اس کی حالت ان سے بھی ابتر اور ناگفتہ بہ تھی۔

میں اس جگہ عملی پہلو کو نظرانداز کرتے ہوئے یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ مذاہب سابقہ میں عورت کو کس مقام پر کھڑا کیا گیا ہے۔ بالخصوص ویدک دھرم میں۔ کیونکہ ان دنوں تہذیب، تعلیم اور تمدن کی ترقی کے باعث ہر باطل مذہب کے پیرو اپنے مذہب کو علم ہر دو جہت کے ساتھ ساتھ چلانے کے لئے مختلف بناوٹیں کر رہے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ اسلام کے پاکیزہ خیالات کو اپنے مذہب سے ثابت کریں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ اس کوشش میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔

برادران وطن نے لوگوں کو اسلام سے بدظن کرنے کے لئے یہ حربہ اختیار کر رکھا ہے کہ وہ اسلام کی طرف ایسے مسائل منسوب کرکے جن کا اسلام میں نام و نشان بھی نہیں۔ اس پر نکتہ چیں بن جاتے ہیں۔ ہم آریہ دوستوں سے یہ سنتے ہیں۔ کہ اسلام میں عورت پر سخت ظلم کیا گیا ہے۔ اور اس کا کوئی حق نہیں دیا گیا اور یہ اس لئے کہا جاتا ہے۔ کہ تا دنیا خصوصاً مسلمان ویدوں کی طرف متوجہ ہی نہ ہوں۔ ہم ذیل میں ان دونوں مذہبوں کا نقطہ نظر عورتوں کے متعلق پیش کرتے ہیں۔ جس سے آپ اندازہ لگا سکیں گے۔ کہ یہ اعتراض کہاں تک حق بجانب ہے۔ اور اسلام اور دیگر مذاہب نے عورتوں کو کس درجہ میں قرار دیا ہے۔ ؎

"تا سیاہ شود ہر کہ دروغش باشد"
کس چہ داند کہ جمال شاہد گلفام را

ویدک دھرم کا نیا اور حالات زمانہ کے مطابق نقشہ پیش کرنے والے آریہ اصحاب یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ عورت کو مساوات چاہیئے۔ اور ویدک دھرم نے عورت کو مساوات دی ہے۔ ہمیں سب سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہیئے۔ کہ مرد و عورت کی کس مساوات کا دعویٰ اور مطالبہ ہے۔ سو واضح رہے۔ کہ دو انسانوں میں مساوات کی تین شقیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) جسمانی مساوات۔

(۲) اخلاقی و روحانی مساوات۔

(۳) تمدنی مساوات۔

چونکہ مذہب جسم کی بناوٹ اور بالخصوص نشست وغیرہ سے واسطہ نہیں رکھتا۔ سیاہ و سفید حبشی اور انگریز۔ عورت و مرد۔ بوڑھا و جوان۔ سب ہی مذہب کے مکلف ہوتے ہیں۔ اس لئے کسی مذہب کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ جسمانی طور پر عورت اور مرد کو یکساں قرار دے غالباً مذہب کی حقیقت سے ناواقف ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ یہ قانون قدرت کی کرشمہ نمائی ہے اور مذہب قانون شریعت کا نام ہے۔ پس کسی مذہب نے بھی جسمانی مساوات کا دعوے نہیں کیا۔ اور یہ بات بالبداہت باطل ہے۔ ہاں مرد اور عورت کے درمیان جس مساوات کا ہونا ضروری ہے وہ روحانی اور تمدنی مساوات ہے۔ تاکہ انسان نظام عالم کو قائم رکھتے ہوئے۔ اپنے مقصد اصلی (روحانی حیات کاملہ) کو حاصل کرے۔ بلاشبہ یہ سچ ہے۔ کہ عالمگیر مذہب کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ ہر کہ و مہ کو ایک آنکھ سے دیکھے۔ اور ان میں مذہب کے رنگ میں بھی شودر کا کوئی امتیاز نہ رکھے۔ وہ انسانوں کو جوڑنے کے لئے آوے۔ اور ان میں یگانگت پیدا کرے مذہبی نقطہ نظر سے وہ ہر عامل ہستی کے عمل کا بدلہ دے۔ اور نیز وہ تمدنی حیثیت سے بھی ان کو ایک مرکز پر جمع کرے۔ غرض مذہب سے جس مساوات کا مطالبہ ہو سکتا ہے۔ وہ حصوں میں منقسم ہے یعنی

(۱) روحانی مساوات (۲) تمدنی مساوات

میں نہایت وثوق کے ساتھ کہتا ہوں۔ کہ ویدک دھرم ان دونوں جہات سے مساوات دینے سے منکر اور انکار پر مصر ہے اور بالمقابل اسلام نے عورت کو روحانی رنگ میں بھی اور تمدنی لحاظ سے بھی مرد کے دوش بدوش قرار دیا ہے۔

روحانی مساوات اور اسلام

چونکہ اسلام کی علت غائی ہر مذہب میں وصال الٰہی قرار دی گئی ہے۔ اور یہ اس کا ذریعہ اس کے اعمال کو بتلایا گیا ہے۔ اس لئے نہایت ضروری اور اہم مساوات مذہبی خیال سے یہی ہے۔ جس مذہب میں عورت کو اس مساوات سے محروم کیا گیا ہے۔ یقیناً وہ مذہب مذہب کہلانے کا مستحق نہیں۔ اور نہایت خوشی کا مقام ہے۔ کہ اسلام نے کامل طور پر عورتوں کو روحانی مساوات دی ہے۔ جس کے چار حصے ہیں۔

اول قرآن مجید نے عورت کو پیدائشی طور پر معصوم قرار دیا ہے۔ جیسے کہ مرد کو۔ آنحضرت صلعم نے بھی یہی ارشاد فرمایا ہے۔ "کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ الحدیث" (مشکوٰۃ) کہ ہر بچہ (لڑکی ہو یا لڑکا) معصوم اور فطرت صحیحہ پر پیدا کیا جاتا ہے۔ پھر والدین اس کو یہودی عیسائی یا مجوسی بناتے ہیں۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثیٰ وجعلنٰکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

کہ اے لوگو! ہم نے نر و مادہ سے پیدا کیا ہے۔ یہ خیال مت کرو۔ کہ مرد معصوم ہیں۔ اور عورتیں پیدائشی طور پر گنہگار ہیں۔ نہیں پیدائش کے لحاظ سے تم سب ہی معصوم ہو۔

دوم شریعت اسلامیہ میں جہاں مردوں کو مخاطب کرکے احکام دیئے گئے ہیں۔ وہاں پر عورتوں کو خصوصیت سے بھی مخاطب کرکے احکام سنائے گئے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں بکثرت موجود ہیں۔ اور آیت

ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات والقانتین والقانتات والصادقین والصادقات والصابرین والصابرات والخاشعین والخاشعات والمتصدقین والمتصدقات والصائمین والصائمات والحافظین فروجہم والحافظات والذاکرین اللہ کثیراً والذاکرات الآیہ (الاحزاب رع ۵)

جن صیغوں اور صفات سے مردوں کو مخاطب کیا گیا ہے بعینہ ان سے ہی عورتوں کو پکارا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ شریعت اسلامیہ میں عورت کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کیا اور اپنے پانے کا راستہ اور اس کے ذرائع اس کو براہ راست بتلائے ہیں۔ اور یہ اس بات کی زبردست دلیل ہے کہ روحانیت کے مدارج میں جو درجہ مرد کا ہے وہی عورت کا ہے۔

(باقی آیندہ)

تناسخ کا بودا پن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آریہ سماج تناسخ کے ثبوت کے لئے بڑے سے یہ دو دعاوی پیش کرتے ہیں۔

(۱) اگر تناسخ نہیں تو لنگڑے لولے کیوں پیدا ہوتے ہیں۔

(۲) اگر تناسخ نہیں تو پھر امیر و غریب کیوں ہوتے ہیں۔

تناسخ کی تائید کے لئے بڑے سے بڑا سوال یہ کیا جاتا ہے۔ کہ دنیا میں تفرقہ کیوں ہے کیا وجہ ہو گی کہ ایک تو تندرست پیدا ہوتا ہے اور دوسرا بیمار وغیرہ۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ روح تو خلاف عناصر ہے۔ یا عناصر سے روح کو خاص تعلق ہے جس قسم کے عناصر ہوں گے ویسا ہی اس کا نتیجہ ہو گا۔ سنن الٰہیہ قانون قدرت کے توڑنے سے یہ نتائج برآمد ہوں گے۔ جب قانون قدرت اور سنن الٰہیہ سے یہ امر تسلیم شدہ ہے۔ کہ گندم کے بونے کا مہینہ کاتک ہے۔ وہاں کے لئے برسات موسم ہے۔ تو جو آدمی ان اصولوں کو توڑے گا۔ اور بجائے کاتک کے پوہ وغیرہ کے مہینہ میں گندم بوئے گا۔ اول تو وہ گندم پیدا ہی نہ ہو گی۔ اور اگر ہو گی بھی تو کمزور اور خراب۔ گویا اس کا پیدا ہونا یا نہ ہونا یکساں ٹھیرے گا اور اب اگر کوئی کسان اس امر پر اعتراض کرے کہ جس نے کاتک کے مہینہ میں گندم بوئی ہے۔ تو وہ تو اچھا پھل لائی۔ اور میں نے پوہ یا ماگھ کے مہینہ میں گندم بوئی تو کیا وجہ ہے کہ میری گندم خراب اور بے ثمر رہی تو ایسے کسان کا اعتراض کرنا بالکل بے فائدہ اور لغو ہو گا۔ کیونکہ اس نے قدرت کے قانون کو توڑا۔ قانون قدرت نے اس کو اس کا پھل دیا۔ یہی حالت ہے لنگڑے اور تندرست بچہ ہونے کی۔ اس کے اسباب عناصر ہیں جس قسم کے عناصر پیدا کئے گئے اسی قسم کا پھل پیدا ہوا۔

اور پھر آریوں کو تو کم از کم یہ سوال پیدا کرنا چاہیئے کیونکہ سوامی صاحب یجر وید ۱۹ ۲۳ کے بھاشی میں صاف لکھ دیا ہے۔ کہ:۔

"عورت مرد گربھا دان (صحبت) کرتے وقت باہم مل کر محبت میں سرشار ہو کر آنکھ کے ساتھ آنکھ من کے ساتھ من جسم کے ساتھ جسم ...... جس سے بدصورت اور لنگڑی لولی وغیرہ اولاد پیدا نہیں ہو گی"۔

اگر کسی آریہ دوست کے ہاں بدصورت یا بیمار اولاد پیدا ہوتی ہے۔ تو اس کا صریح یہ مطلب ہے کہ اس نے سوامی جی کی ہدایت پر عمل نہیں کیا۔ اس لئے اس شق پر تو آریہ سماج کوئی بحث ہی نہ کرنی چاہیئے رہی دوسری شق۔

کہا جاتا ہے کہ پن (دان) اور اعمال حسنہ کے بجالانے سے انسان بلاشبہ راجہ مہاراجہ بن جاتا ہے۔

آؤ! اب ہم ذرا اس کی معقولیت یا عدم معقولیت پر غور سے کام لیں۔ اگر گوتم راجہ بھرتری نے راج سنگھاسن پر لات ماری۔ کیوں عارف بدھ نے تخت شاہی سے دوری اختیار کی۔ پھر آپ کے ہاں تو یہ مثل مشہور ہے۔

"تپتوں راج راجوں نرک"

یعنی عبادت الٰہیہ سے حکومت اور حکومت سے دوزخ ...... بتلاؤ! اگر نیک کاموں کا ثمرہ راج ہے تو راج کا اثر آپ کے ہاں خدا سے دوری بتلایا گیا ہے۔ وہ چیز جس کے حصول سے انسان قرب الٰہی سے دور اور دور چلا جائے۔ تو پھر ذرا اس امر پر غور کیا جائے۔ کہ ایسی بدی یا درجہ کے حصول کے لئے انسان کے قلب میں کس طرح اور کیسے جوش یا خواہش پیدا ہو سکتی ہے۔

اور اگر اعمال صالحہ کا نتیجہ مہاراجہ بننا ہے تو آخر آریہ صاحبان میں ضرور اگر زیادہ نہیں تو کم از کم تھوڑے اصحاب تو اعمال صالحہ بجالائے ہوں گے اور اگر وہ آریہ سماج کے کلیہ کے مطابق راجہ مہاراجہ بنے تو اس وقت آریہ سماج میں راجہ مہاراجہ مفقود ہیں۔ زیادہ تر انکار یہی راجہ مہاراجہ ہیں۔ تو ایسے اعمال صالحہ کے بجالانے کا کیا فائدہ جس سے انسان آریہ سماج سے انکاری بن جائے۔ اور بجائے ویدوں کے کسی اور کتاب کا متبع ٹھیرے۔ کیا کوئی آریہ دوست اس سوال پر توجہ کرے گا۔

پھر یہ کہنا کہ جس قدر آرام و سکھ وغیرہ ہیں در اصل پچھلے جنم کے اعمال کا نتیجہ ہیں۔ یہ صریح خلاف واقعہ اور بعید از عقل بات ہے۔ ہوا پانی برق۔ آگ۔ بارش۔ چاند۔ سورج۔ ستارے سیارے۔ بغرضیکہ جس قدر اشیا ضروریہ پائی جاتی ہیں۔ جن کے بغیر انسانی زندگی محض بیکار اور عضو معطل یا زیست ناممکن ہے اب فرمائیے کہ یہ چیزیں پہلے نہیں یا انسان۔ یہ امر واقعہ ہے کہ انسانی بقا کے لئے آگ پانی۔ ہوا وغیرہ کا پہلے ہونا از بس ضروری اور لازمی ہے۔ ورنہ انسانی زندگی ایک منٹ قایم نہیں رہ سکتی۔ اور پھر اس امر کے ماننے سے سب سے بڑھ کر جو نقص لازم آتا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے اور اس کا تصور کرتے ہی ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وہ کیا کہ اس دنیا کے بقا اور قایم رکھنے کے لئے آگ کا ہونے کی

اشد ضرورت ہے۔ اگر کوئی گناہ کرے تو وہ اس دنیا میں گیہوں جو۔ مٹر۔ چنے وغیرہ بنے جس کو ہم کھائیں اور ہماری زندگی قایم رہے۔ اگر کوئی گناہ کرے تو شیشم ببول اور دیا بنے۔ جس کو ہم کاٹیں اور مکان بنائیں اس میں آرام کریں اور ہماری زندگی قایم رہے۔ کوئی گناہ کرے تو دوسرے جسم میں آکر گائے اور بھینس وغیرہ بنے ہم دودھ پئیں اور ہماری زندگی قایم رہے۔ کوئی گناہ کرے۔ تو وہ گھوڑا وغیرہ بنے تو پھر ہم اس پر سواری کر کے آرام و آسائش حاصل کریں۔

غرضیکہ اگر ہم تناسخ کے عقیدہ کو مان لیں۔ تو دنیا میں گناہ ہونا لازمی اور ضروری ٹھیرتا ہے۔ جس کے بدوں یہ دنیا کا سلسلہ ایک منٹ بھی قائم نہیں رہ سکتا۔ وہ عقیدہ جس کے قیام کے لئے گناہوں کا تمام لازمی اور ضروری ٹھیرتا ہے۔ اس سے جس قدر جلد دست برداری کی جائے اتنا ہی اچھا ہے۔

تناسخ کے لئے گناہ کی ضرورت

میں اس بات پر روشنی ڈال چکا ہوں کہ اگر "آواگون" کے مسئلہ کو درست تسلیم کر لیا جائے تو اس کا لازمی نتیجہ ہوگا۔ کہ ہم اپنی ضرورت کے بہم پہنچانے کے لئے گناہ کریں۔ کیونکہ ہمارے ارد گرد کے تمام چرند پرند اور حیوانات کے علاوہ

گھاس پات۔ پھل پھول۔ کندمول و درخت وغیرہ ہمارے گناہوں کا نتیجہ ہیں جو اپنے پچھلے گناہوں کی سزا میں ان جونوں میں گئے ہیں۔ اور ہماری خوراک بن رہے ہیں۔ گویا ایک طرح پر اس مسئلہ کی موجودگی میں ہم بدترین قسم کے مردم خور ہیں۔ کیونکہ کوئی نہیں کہ سکتا کہ جس مولی یا گاجر کو یا جس ساگ پات کو وہ بڑے مزے سے کھا رہا ہے۔ وہ پچھلے جنم میں اوس کا عزیز نہ تھا۔

جو کہ کسی بداعمالی کی وجہ سے مولی گاجر۔ ساگ پات کی جون میں پڑ کر آج اس کی داڑھوں کے نیچے چبایا جا رہا ہے ہیں۔ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ جس گھوڑے۔ گدھے۔ یا خچر کی پیٹھ پر وہ آج سوار کر رہا ہے۔ اور اس کے ہنٹر رسید کر رہا ہے۔ وہ پچھلے جنم میں اس کا کوئی عزیز شفیق مہربان ...... نہیں تھے۔ جو کہ اپنے کسی برے فعل کی بدولت آج گھوڑے یا گدھی یا گدھے کی جون میں پڑ کر اوس کے ہنٹروں کا نشانہ بن رہے ہیں۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ دیودار۔ شیشم یا کیکر کے جس درخت کو وہ آرہ سے چروا کر اپنے گھر کی چھت کا ستون بنوا رہا ہے۔ یا کواڑ تیار کروا رہا ہے وہ دیودار یا شیشم یا کیکر اس کے پچھلے جنم کے کوئی عزیز وغیرہ نہیں تھے جو کہ اپنی بد قسمتی آج دیودار شیشم یا کیکر کی جون میں پھنس کر اوسکے ہاتھ سے سینہ فگار ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس سے بہتر مکان قادیان میں مشکل سے ملے گا

مسجد فضلی سے صرف ایک قدم کے فاصلہ پر دو منزلہ عالیشان مکان فروخت ہوتا ہے یہ مسجد سے اس قدر قریب ہے کہ انسان گھر بیٹھا بخوبی درس سن سکتا ہے۔ بازار و ڈاک خانہ و دفاتر سے اس قدر قریب تر کہ ملازم رکھنے کی ضرورت نہیں۔ اور شہر کے عین مرکز میں واقعہ ہونے سے خدا کے فضل سے چور چکار کا خدشہ بھی نسبتاً کم مکان قریباً نصف کنال زمین پر واقعہ ہے۔ مکانیت حسب ذیل۔

ڈیوڑھی ۱۲ × ۶ فیٹ۔ مردانہ بیٹھک ۲۰ + ۱۰ فیٹ۔ سونیکا کمرہ ۲۵ × ۱۲ اسباب رکھنے کا کمرہ ۱۱ × ۹ زنانہ بیٹھک ۲۱½ × ۱۳ فیٹ باورچیخانہ ۱۸½ × ۱۲ صحن ۲۸ × ۱۸ فیٹ۔ بالاخانہ ۲۰ + ۱۰ مکان کی چھت پر چوطرفہ ۶ فیٹ اونچے پردے۔ مکان کے اندر باہر پختہ فرش اس قدر ہوا دار کہ عین گرمیوں میں بھی انسان اندر سو سکتا ہے۔ دونوں طرف شارع عام جو بازار بن رہا ہے۔ اس طرف چار دوکانیں بن سکتی ہیں۔ قیمت کا معاملہ دو ثالثوں کے سپرد کیا جاوے۔ وہ جو قیمت ڈالیں فریقین کو قبول کرنی ہوگی۔ خط و کتابت کا پتہ۔

مینیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور

لوگ موتی سرمہ بار بار منگواتے ہیں

جناب بابو چراغ الدین احمد صاحب ہیڈ کلرک رخصتی ٹبہ گیسے زیاں سیالکوٹ سے لکھتے ہیں:- کہ پچھلے ماہ آپ سے ایک تولہ سرمہ منگوایا تھا جس نے بہت فائدہ دیا۔ اب ایک تولہ اور موتی سرمہ رجسٹرڈ بذریعہ وی پی جلد بھیجدیں!!

آج ایک دنیا مانتی ہے۔ کہ یہ سرمہ ضعف بصر۔ گرے۔ خارش چشم۔ جلن۔ پھولا جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ پڑبال۔ ابتدائی موتیا بند۔ گوہانجنی۔ رتوندا غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو ایک دفعہ منگواتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے گرویدہ ہو جاتا ہے۔ قیمت فی تولہ ع

اکسیر البدن رجسٹرڈ

نامرد کو مرد۔ مرد کو جوان مرد بنانا اس دوا پر ختم ہے۔ دل میں نئی امنگ اعضا میں نئی ترنگ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا بس اس دوا کا ہی کام ہے۔ گویا ہر قسم کی بدنی اور دماغی کمزوری کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت فقط عہ

ملنے کا پتہ:- مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور